

امام زمانہ (علیہ السلام) کے انتظار کی خصوصیات

<?xml encoding="UTF-8">

جیسا کہ ہم نے عرض کیا کہ ”انتظار“ انسانی فطرت میں شامل ہے اور ہر قوم و ملت اور ہر دین و مذہب میں انتظار کا تصور پایا جاتا ہے، لیکن انسان کی ذاتی اور اجتماعی زندگی میں پایا جانے والا عام انتظار اگرچہ عظیم اور با اہمیت ہو لیکن امام مہدی علیہ السلام کے انتظار کے مقابلہ میں چھوٹا اور نا چیز ہے کیونکہ آپ کے ظہور کا انتظار درج ذیل خاص امتیازات رکھتا ہے:

امام زمانہ علیہ السلام کے ظہور کا انتظار ایک ایسا انتظار ہے جو کائنات کی ابتداء سے موجود تھا یعنی بہت قدیم زمانہ میں انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام آپ کے ظہور کی بشارت دیتے تھے اور ہمارے تمام ائمہ (علیہم السلام) قریبی زمانہ میں آپ کی حکومت کے زمانہ کی آرزو رکھتے تھے۔
حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

”اگر میں ان (امام مہدی علیہ السلام) کے زمانہ میں ہوتا تو تمام عمر ان کی خدمت کرتا۔“ [1]
امام مہدی علیہ السلام کا انتظار ایک عالمی اصلاح کرنے والے کا انتظار ہے، عالمی عادل حکومت کا انتظار ہے اور تمام ہی اچھائیوں کے ظاہر ہونے کا انتظار ہے، چنانچہ اسی انتظار میں عالم بشریت آنکھیں بچھائے ہوئے ہے اور پاک و پاکیزہ قدرتی فطرت کی بنیاد پر اس کی تمنا کرتا ہے اور کسی بھی زمانہ میں مکمل طور پر اس تک نہیں پہنچ سکا ہے، و حضرت امام مہدی علیہ السلام اسی شخصیت کا نام ہے جو عدالت اور معنویت، برادری اور برابری، زمین کی آبادی، صلح و صفا، عقل کی شکوفائی اور انسانی علوم کی ترقی کو تحفہ میں لائیں گے، اور استعمار و غلامی، ظلم و ستم اور تمام برائیوں کا خاتمہ کرنا آپ کی حکومت کا ثمرہ ہوگا۔
امام مہدی (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف) کا انتظار ایسا انتظار ہے جس کے شکوفائی کا راستہ فراہم ہونے سے خود انتظار بھی شگوفہ ہو جائے گا، اور وہ ایسا زمانہ ہوگا کہ جب تمام انسان آخر الزمان میں اصلاح کرنے والے اور نجات بخشنے والے کی تلاش میں ہوں گے، وہ آئیں گے تاکہ اپنے ناصر و مددگاروں کے ساتھ برائیوں کے خلاف قیام کریں گے نہ یہ کہ صرف اپنے معجزہ سے پوری کائنات کے نظام کو بدل دیں گے۔

امام مہدی علیہ السلام کا انتظار ان کے منتظرین میں ان کی نصرت و مدد کا شوق پیدا کرتا ہے اور انسان کو حیثیت اور حیات عطا کرتا ہے، نیز اس کو بے مقصد سرگرمی اور گمراہی سے نجات دیتا ہے۔
قارئین کرام! یہ تھیں اس انتظار کی بعض خصوصیات جو تمام تاریخ کی وسعت کے برابر ہیں اور ہر انسان کی روح میں اس کی جڑیں موجود ہیں، اور کوئی دوسرا انتظار اس عظیم انتظار کی خاک پا بھی نہیں ہوسکتا، لہذا مناسب ہے کہ امام مہدی علیہ السلام کے انتظار کے مختلف پہلوؤں اور اس کے آثار و فوائد کو پہچانیں اور آپ کے ظہور کے منتظرین کی ذمہ داریاں اور اس کے بے نظیر ثواب کے بارے میں گفتگو کریں۔

انتظار کے پہلو

خود انسان میں مختلف پہلو پائے جاتے ہیں: ایک طرف تو نظری (تھیوری) اور عملی (پریکٹیکل) پہلو اس میں موجود ہے اور دوسری طرف اس میں ذاتی اور اجتماعی پہلو بھی پایا جاتا ہے، اور ایک دوسرے رخ سے جسمانی پہلو کے ساتھ روحی اور نفسیاتی پہلو بھی اس میں موجود ہے، جبکہ اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ

مذکورہ پہلوؤں کے لئے مخصوص قوانین کی ضرورت ہے، تاکہ ان کے تحت انسان کے لئے زندگی کا صحیح راستہ کھل جائے، اور منحرف اور گمراہ کن راستہ بند ہو جائے۔

امام مہدی (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف) کے ظہور کا انتظار، منتظر کے تمام پہلوؤں پر موثر ہے، انسان کے فکری اور نظری پہلو جو انسان کے اعمال و کردار کا بنیادی پہلو ہے، انسانی زندگی کے بنیادی عقائد پر اپنے حصار کے ذریعہ حفاظت کرتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں یوں عرض کیا جائے کہ صحیح انتظار اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ منتظر اپنی اعتقادی اور فکری بنیادوں کو مضبوط کرے تاکہ گمراہ کرنے والے مذاہب کے جال میں نہ پھنس جائے یا امام مہدی علیہ السلام کی طولانی غیبت کی وجہ سے یاس و ناامیدی کے دلدل میں نہ پھنس جائے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

”لوگوں پر ایک زمانہ وہ آئے گا کہ جب ان کا امام غائب ہوگا، خوش نصیب ہے وہ شخص جو اس زمانہ میں ہمارے امر (یعنی ولایت) پر ثابت قدم رہے“۔ [2]

یعنی غیبت کے زمانہ میں دشمن نے مختلف شبہات کے ذریعہ یہ کوشش کی ہے کہ شیعوں کے صحیح عقائد کو ختم کر دیا جائے، لیکن ہمیں انتظار کے زمانہ میں اپنے عقائد کی حفاظت کرنا چاہئے۔

انتظار، عملی پہلو میں انسان کے اعمال اور کردار کو راستہ دیتا ہے، ایک حقیقی منتظر کو عملی میدان میں کوشش کرنا چاہئے کہ امام مہدی علیہ السلام کی حکومت حق کا راستہ فراہم ہو جائے، لہذا منتظر کو اس سلسلہ میں اپنی اور معاشرہ کی اصلاح کے لئے کمر ہمت باندھنا چاہئے، نیز اپنی ذاتی زندگی میں اپنی روحی اور نفسیاتی حیات اور اخلاقی فضائل کو کسب کرنے کی طرف مائل ہو اور اپنے جسم و بدن کو مضبوط کرے تاکہ ایک کار آمد طاقت کے لحاظ سے نورانی مورچہ کے لئے تیار رہے۔

حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

”جو شخص امام قائم علیہ السلام کے ناصر و مددگار میں شامل ہونا چاہتا ہے اسے انتظار کرنا چاہئے اور

انتظار کی حالت میں تقویٰ و پرہیزگاری کا راستہ اپنانا چاہئے اور نیک اخلاق سے مزین ہونا چاہئے“۔ [3]

اس ”انتظار“ کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ انسان کو اپنی ذات سے بلند کرتا ہے اور اس کو معاشرہ کے ہر شخص سے جوڑ دیتا ہے، یعنی انتظار نہ صرف انسان کی ذاتی زندگی میں موثر ہوتا ہے بلکہ معاشرہ میں انسان کے لئے مخصوص منصوبہ بھی پیش کرتا ہے اور معاشرہ میں مثبت قدم اٹھانے کی رغبت بھی دلاتا ہے، اور چونکہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی حکومت اجتماعی حیثیت رکھتی ہے، لہذا ہر انسان اپنے لحاظ سے معاشرہ کی اصلاح کے لئے کوشش کرے اور معاشرہ میں پھیلی برائیوں کے سامنے خاموش اور بے توجہ نہ رہے، کیونکہ عالمی اصلاح کرنے والے کے منتظر کو فکر و عمل کے لحاظ سے اصلاح اور خیر کے راستہ کو اپنانا چاہئے۔

مختصر یہ ہے کہ ”انتظار“ ایک ایسا مبارک چشمہ ہے جس کا آب حیات انسان اور معاشرہ کی رگوں میں جاری ہے، اور زندگی کے تمام پہلوؤں میں انسان کو الہی رنگ اور حیات عطا کرتا ہے، اور خدائی رنگ سے بہتر اور ہمیشگی رنگ اور کونسا ہوسکتا ہے؟!

قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے: [4]

”رنگ تو صرف اللہ کا رنگ ہے اور اس سے بہتر کس کا رنگ ہوسکتا ہے اور ہم سب اسی کے عبادت گزار ہیں“۔

مذکورہ مطالب کے پیش نظر ”مصلح کل“ حضرت امام زمانہ علیہ السلام کے منتظرین کی ذمہ داری ”الہی رنگ

اپنانے“ کے علاوہ کچھ نہیں ہے جو انتظار کی برکت سے انسان کی ذاتی اور اجتماعی زندگی کے مختلف پہلوؤں میں جلوہ گر ہوتا ہے، جس کے پیش نظر ہماری وہ ذمہ داریاں ہمارے لئے مشکل نہیں ہوں گی، بلکہ ایک خوشگوار واقعہ کے عنوان سے ہماری زندگی کے ہر پہلو میں ایک بہترین معنی و مفہوم عطا کرے گی۔ واقعاً اگر ملک کا مہربان حاکم اور محبوب امیر قافلہ ہمیں ایک شائستہ سپاہی کے لحاظ سے ایمان کے خیمہ میں بلائے اور حق و حقیقت کے مورچہ پر ہمارے آنے کا انتظار کرے تو پھر ہمیں کیسا لگے گا؟ کیا پھر ہمیں اپنی ذمہ داریوں کو نبھانے میں کوئی پریشانی ہوگی کہ یہ کام کرو اور ایسا بنو، یا ہم خود چونکہ انتظار کے راستہ کو پہچان کر اپنے منتخب مقصد کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے نظر آئیں گے؟!

منتظرین کی ذمہ داریاں

دینی رہبروں کے ذریعہ احادیث اور روایات میں ظہور کا انتظار کرنے والوں کی بہت سی ذمہ داریاں بیان ہوئی ہیں، ہم یہاں پر ان میں سے چند اہم ذمہ داریاں کو بیان کرتے ہیں۔

امام کی پہچان

امام علیہ السلام کی شناخت اور پہچان کے بغیر راہ انتظار کو طے کرنا ممکن نہیں ہے، انتظار کی وادی میں صبر و استقامت کرنا امام علیہ السلام کی صحیح شناخت سے وابستہ ہے، لہذا امام مہدی علیہ السلام کے اسم گرامی اور نسب کی شناخت کے علاوہ ان کی عظمت اور ان کے رتبہ و مقام کی کافی مقدار میں شناخت بھی ضروری ہے۔

”ابو نصر“ امام حسن عسکری علیہ السلام کے خادم، امام مہدی علیہ السلام کی غیبت سے پہلے امام عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے، امام مہدی (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف) نے ان سے سوال کیا: کیا مجھے پہچانتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں، آپ میرے مولا و آقا اور میرے مولا و آقا کے فرزند ہیں! امام علیہ السلام نے فرمایا: میرا مقصد ایسی پہچان نہیں ہے؟! ابو نصر نے عرض کی: آپ ہی فرمائیں کہ آپ کا مقصد کیا تھا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:

”میں پیغمبر اسلام (ص) کا آخری جانشین ہوں، اور خداوند عالم میری (برکت کی) وجہ سے ہمارے خاندان اور ہمارے شیعوں سے بلاؤں کو دور فرماتا ہے۔“ ([5])

اگر منتظر کو امام علیہ السلام کی معرفت حاصل ہو جائے تو پھر وہ اسی وقت سے اپنے کو امام علیہ السلام کے مورچہ پر دیکھے گا اور احساس کرے گا کہ امام علیہ السلام اور ان کے خیمہ کے نزدیک ہے، لہذا اپنے امام کے مورچہ کو مضبوط بنانے میں پل بھر کے لئے کوتاہی نہیں کرے گا۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

”مَنْ مَاتَ وَ هُوَ عَارِفٌ لِإِمَامِهِ لَمْ يَضُرَّهُ، تَقَدَّمَ هَذَا الْأَمْرُ أَوْ تَأَخَّرَ، وَ مَنْ مَاتَ وَ هُوَ عَارِفٌ لِإِمَامِهِ كَانَ كَمَنْ هُوَ مَعَ الْقَائِمِ فِي فُسْطَاطِهِ“ ([6])

”جو شخص اس حال میں مرے کہ اپنے امام زمانہ کو پہچانتا ہو تو ظہور کا جلد یا تاخیر سے ہونا کوئی نقصان نہیں پہونچاتا، اور جو شخص اس حال میں مرے کہ اپنے امام زمانہ کو پہچانتا ہو تو وہ اس شخص کی طرح

ہے جو امام کے خیمہ اور امام کے ساتھ ہو۔“

قابل ذکر ہے کہ یہ معرفت اور شناخت اتنی اہم ہے کہ معصومین علیہم السلام کے کلام میں بیان ہوئی ہے اور جس کو حاصل کرنے کے لئے خداوند عالم سے مدد طلب کرنا چاہئے۔
حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

”حضرت امام مہدی علیہ السلام کی طولانی غیبت کے زمانہ میں باطل خیال کے لوگ (اپنے دین اور عقائد میں) شک و شبہ میں مبتلا ہو جائیں گے، امام علیہ السلام کے خاص شاگرد جناب زرارہ نے کہا: آقا اگر میں وہ زمانہ پاؤں تو کونسا عمل انجام دوں؟

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: اس دعا کو پڑھو:

”اللّٰهُمَّ عَرِّفْنِي نَفْسَكَ فَإِنَّكَ إِن لَمْ تُعَرِّفْنِي نَفْسَكَ لَمْ أَعْرِفْ نَبِيَّكَ، اَللّٰهُمَّ عَرِّفْنِي رَسُوْلَكَ فَإِنَّكَ إِن لَمْ تُعَرِّفْنِي رَسُوْلَكَ لَمْ أَعْرِفْ حُجَّتَكَ، اَللّٰهُمَّ عَرِّفْنِي حُجَّتَكَ فَإِنَّكَ إِن لَمْ تُعَرِّفْنِي حُجَّتَكَ صَلَّاتٌ عَنْ دِيْنِي“ ([7])

”پروردگارا! مجھے تو اپنی ذات کی معرفت کرا دے اور اگر تو نے مجھے اپنی ذات کی معرفت نہ کرائی تو میں تیرے نبی کو نہیں پہچان سکتا، پروردگارا! تو مجھے اپنے رسول کی معرفت کرا دے اور اگر تو نے اپنے رسول کی پہچان نہ کرائی تو میں تیری حجت کو نہیں پہچان سکوں گا، پروردگارا! تو مجھے اپنی حجت کی معرفت کرا دے اور اگر تو نے مجھے اپنی حجت کی پہچان نہ کرائی تو میں اپنے دین سے گمراہ ہو جاؤں گا۔“

قارئین کرام! مذکورہ دعا میں نظام کائنات کے مجموعہ میں امام علیہ السلام کی عظمت کی معرفت بیان ہوئی ہے ([8]) اور وہ خداوند عالم کی طرف سے حجت اور پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) کا حقیقی جانشین اور تمام لوگوں کا ہادی و رہبر ہے جس کی اطاعت سب پر واجب ہے، کیونکہ اس کی اطاعت خداوند عالم کی اطاعت ہے۔

معرفت امام کا دوسرا پہلو امام علیہ السلام کے صفات اور ان کی سیرت کی پہچان ہے ([9]) معرفت کا یہ پہلو انتظار کرنے والے کی رفتار و گفتار پر بہت زیادہ موثر ہوتا ہے، اور ظاہر سی بات ہے کہ انسان کو امام علیہ السلام کی جتنی معرفت ہوگی اس کی زندگی میں اتنے ہی آثار پیدا ہوں گے۔

نمونہ عمل

جس وقت امام علیہ السلام کی معرفت اور ان کے خوشنما جلوے ہماری نظروں کے سامنے ہوں گے تو اس مظہر کمالات کو نمونہ قرار دینے کی بات آئے گی۔

پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) فرماتے ہیں:

”خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو میری نسل کے قائم کو اس حال میں دیکھیں کہ اس کے قیام سے پہلے خود اس کی اور اس سے پہلے ائمہ کی اقتداء کرتے ہوں اور ان کے دشمنوں سے بیزاری کا اعلان کرتے ہوں، ایسے افراد میرے دوست اور میرے ساتھی ہیں، اور یہی لوگ میرے نزدیک میری امت کے سب سے عظیم افراد ہیں۔“ ([10])

واقعاً جو شخص تقویٰ، عبادت، سادگی، سخاوت، صبر اور تمام اخلاقی فضائل میں اپنے امام کی پیروی کرے تو ایسے شخص کا رتبہ اس الہی رہبر کے نزدیک کس قدر زیادہ ہوگا اور ان کے حضور میں شرفیابی سے کس قدر سرفراز اور سربلند ہوگا؟!

کیا اس کے علاوہ ہے کہ جو شخص دنیا کے سب سے خوبصورت منظر کا منتظر ہے وہ اپنے کو خوبیوں سے

آراستہ کرے اور خود کو برائیوں سے دور رکھے نیز انتظار کے لمحات میں اپنے افکار و اعمال کی حفاظت کرتا رہے؟! ورنہ آہستہ آہستہ برائیوں کے جال میں پھنس جائے گا اور پھر اس کے اور امام کے درمیان فاصلہ زیادہ ہوتا جائے گا، یہ ایک ایسی حقیقت ہے جو خود خطرات سے آگاہ کرنے والے امام علیہ السلام کے کلام میں بیان ہوئی ہے:

”فَمَا يَحْبِسُنَا عَنْهُمْ إِلَّا مَا يَتَّصِلُ بِنَا مِمَّا نَكْرِهَهُ وَلَا نُؤْتِرُهُ مِنْهُمْ“ ([11])

”کوئی بھی چیز ہمیں اپنے شیعوں سے جدا نہیں کرتی، مگر خود ان کے وہ (برے) اعمال جو ہمارے پاس پہنچتے ہیں جن اعمال کو ہم پسند نہیں کرتے اور شیعوں سے ان کی امید بھی نہیں ہے!“۔
منتظرین کی آخری آرزو یہ ہے کہ امام مہدی علیہ السلام کی عالمی عدل کی حکومت میں کچھ حصہ ان کا بھی ہو، اور اس آخری حجت خدا کی نصرت و مدد کا افتخار ان کو بھی حاصل ہو، لیکن اس عظیم سعادت کو حاصل کرنا خود سازی اور اخلاقی صفات سے آراستہ ہوئے بغیر ممکن نہیں ہے۔
حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

”مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَكُونَ مِنَ الْأَصْحَابِ الْقَائِمِ فَلْيَنْتَظِرْ وَلْيَعْمَلْ بِالْوَرَعِ وَمَحَاسِنِ الْأَخْلَاقِ وَهُوَ مُنْتَظَرٌ“ ([12])

”جو شخص یہ چاہتا ہو کہ حضرت قائم علیہ السلام کے ناصروں میں شامل ہو تو اسے اس حال میں منتظر رہنا چاہئے کہ تقویٰ اور پرہیزگاری اور اخلاق حسنہ سے آراستہ رہے۔“
یہ بات روشن ہے کہ ایسی آرزو تک پہنچنے کے لئے خود امام مہدی علیہ السلام سے بہتر کوئی نمونہ نہیں مل سکتا جو تمام ہی نیکی اور خوبیوں کا آئینہ ہے۔

[1] غیبت نعمانی، باب ۱۳، ح ۴۶، ص ۲۵۲۔

[2] کمال الدین، ج ۱، ح ۱۵، ص ۶۰۲۔

[3] غیبت نعمانی، باب ۱، ح ۱۶، ص ۲۰۰۔

[4] سورہ بقرہ، آیت ۱۳۸۔

[5] کمال الدین، ج ۲، باب ۴۳، ح ۱۲، ص ۱۷۱۔

[6] اصول کافی، ج ۱، باب ۸۴، ح ۵، ص ۴۳۳۔

[7] غیبت نعمانی، باب ۱۰، فصل ۳، ح ۶، ص ۱۷۰۔

[8] اس سلسلہ میں کتاب کی پہلی فصل میں بعض مطالب بیان ہوئے ہیں، دوبارہ مطالعہ فرمائیں۔

[9] ہم امام مہدی علیہ السلام کی سیرت اور صفات کے بارے میں آنے والی فصل میں گفتگو ہوگی۔

[10] کمال الدین، ج ۱، باب ۲۵، ح ۳، ص ۵۳۵۔

[11] بحار الانور، جلد ۵۳، ص ۱۷۷۔

[12] غیبت نعمانی، باب ۱۱، ح ۱۶، ص ۲۰۷۔